ورنہ سڑکوں پہ نکل آئیں گے سارے بچے

تحریر: سہیل احمد لون

سپیشل آفرز کے ذریعے کسٹمرز کو متوجہ کرنا ایک معمول کی بات ہے۔ کچھ عرصہ قبل انٹرنیٹ پر سرفنگ کرتے ہوئے میری نظر ایک سپیشل آفر پر پڑی۔ جس میں خواتین اور بچوں کو فری self defence کی تربیت دینے کی تشہیر کی گئی تھی۔ مادیت کے اس دور میں جہاں مفید مشورہ بھی مفت میں ملنا بہت مشکل نظر آتا ہے وہاں کوئی انسان فری ڈیفینس ٹریننگ کا اشتہار دے تو بطور صحافی ذہن میں فوری کیا، کیوں، کہاں، کیسے اور کون جیسے سوالات نے جنم لینا شروع کر دیا۔ میں نے فوری مذکورہ ویب سائٹ کو وزٹ کیا اور پتہ چلا کہ اس کو چلانے والی ایک خاتون ہیں جس کا نام Sev Necati تھا۔ میں نے پہلے تو ویب سائٹ پر دیے گئے فون نمبر پر رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر کسی سے بات نہ ہو سکی۔ اس کے بعد میں نے دیے گئے ای میل ایڈریس پر اپنا تعارف کروایا اور ساتھ ایک انٹرویو کے لیے درخواست بھی کی۔ چند دنوں بعد مجھے انٹرویو اس شرط پر لینے کی اجازت دی گئی کہ میں اپنے ساتھ ویڈیو کیمرہ نہیں لاؤں گا اور نہ ہی کسی لڑکی یا بچے کی دوران تربیت فوٹو بناؤں گا۔ برطانوی میڈیا کے اصولوں کے مطابق ویسے بھی بچوں کی تصویر ان کے والدین یا سرپرستوں کی پیشگی اجازت کے بغیر شائع نہیں کی جاسکتی چاہے وہ کسی مثبت سرگرمی میں حصہ لیتے ہوئے ہی کیوں نہ بنائی گئی ہو۔ میں حسب عادت وقت سے پہلے ہی طے شدہ مقام the Edge Centre in Manor House پر پہنچ گیا۔ وہ ایک کیمونٹی سینٹر تھا جس میں چند بڑے ہال کمرے تھے اس کے علاوہ چند کمروں کو کلاس روم اور دفاتر کے طور پر استعمال کیا جا رہا تھا۔ استقبالیہ پر موجود سیکورٹی سٹاف نے میرے آنے کی اطلاع مادام سیو نیکاٹی کو کر دی جو ابھی راستے میں ہی تھیں۔ Sev چند لمحوں بعد آئیں تو بڑی گرم جوشی سے ملیں۔ انہوں نے بتایا کہ لوکل اتھارٹیز، لوکل کونسلو اور دیگر فلاحی ادارے ان کی مدد کرتے ہیں جس سے وہ تربیت کے دوران اٹھنے والے اخراجات پورے کر لیتی ہیں۔ اس کار خیر کو وہ گزشتہ دس برس سے سرانجام دے رہی ہیں اور اب تک تقریباً پانچ ہزار سے زائد افراد کی وہ تربیت کر چکی ہیں۔ جب انہوں نے یہ کام شروع کیا تو اکیلی ہی تربیت دینے والی انسٹرکٹر تھیں مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے طالب علموں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ پھر انہوں نے اپنے ساتھ چند پیشہ ور انسٹرکٹرز بھی رکھ لیے۔ آج وہ لندن کے مختلف علاقوں میں تربیتی کورسز کروا رہی ہیں۔ انسان ہر کام کسی وجہ سے شروع کرتا ہے Sev نے بھی دوسروں کو اپنا دفاع کرنے کی تربیت دینے کا بیڑہ اٹھانے کی جب وجہ بتائی تو میری نظروں میں اس کی قدر و منزلت مزید بڑھ گئی۔ Sev اپنی کم عمری میں جنسی تشدد کا نشانہ بنی، اس پر یہ قہر لندن کے پر رونق علاقے میں دن کی روشنی میں پیش آیا۔ Sev Necati نے اس واقعہ کو دبانے کی بجائے انصاف کے حصول کے لیے حکام بالا سے رجوع کرنے کو ترجیح دی۔ پولیس میں رپورٹ درج کروائی، برطانوی قوانین کے مطابق اس کی شناخت کو ظاہر نہیں کیا گیا جسے بعد میں انہوں نے اپنی مرضی سے ظاہر کیا۔ بالغ ہونے کے بعد اس نے زندگی کا ایک مقصد بنا لیا کہ وہ جہاں رہے گی اپنے ارد گرد بسنے والے معصوم، ناتواں، اور کمزور بچوں اور خواتین کو اس قابل بنائے گی کہ اگر ان سے کوئی جنسی زیادتی کرنے کی کوشش کرے تو وہ اس قابل ہوں کہ اپنا دفاع کر سکیں۔ اس مقصد حصول کے لیے

اس نے counselling میں ڈگری مکمل کی، اس کے علاوہ جن خواتین پر تشدد ہوتا ان کے ساتھ therapeutically کام کرنے کے لیے مخصوص تعلیم بھی حاصل کی۔ امریکہ کی سپیشل فورسز سے combat میں مہارت حاصل کی اور بلیک بیلٹ بھی حاصل کی۔ Sev اس بات سے بھی خوش ہے کہ لوکل پولیس سمیت دیگر ادارے اس کی محنت سے بہت خوش ہیں جس کی وجہ سے علاقے میں بچوں اور خواتین پر جنسی تشدد ہونے میں بہت کمی ہوئی ہے۔ لوکل کیمونٹی میں اس کو ایک ہیروئین کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ وہ مختلف گروپس میں تربیت دی رہی ہے جس میں پاکستانی کیمونٹی کی عورتوں اور بچوں سمیت تمام کیمونیٹی کے بچے اور خواتین شامل ہیں۔ Sev نے یہ تحریک بھی چلائی تھی کہ سیلف ڈیفینس کی تربیت کو سکولوں میں نصاب کا حصہ بنا دیا جائے تا کہ اپنی نسل کو paedophile اور دیگر مجرمانہ ذہن کے لوگوں سے بچایا جا سکے۔ مگر بدقسمتی سے فنڈز کی کمی کے باعث اس تجویز کو عملی جامہ نہ پہنایا جا سکا۔ Sev Necati نے بتایا کہ جسمانی تربیت کے ساتھ ساتھ ذہن کو ہنگامی حالات میں بہتر طور پر کام کرنے کے لیے مناسب counselling کی بھی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ وہ اپنی تحریک مقصد بنا کر پوری دیانت داری سے معاشرے کی خدمت کر رہی ہے۔ چائلڈ ابیوز کے مغربی ممالک میں اتنے واقعات سامنے آتے ہیں اگر دیسی میڈیا ان کی رپورٹنگ اسی انداز سے کرے جیسے مغربی میڈیا دہشت گردی کے واقعات میں کرتا ہے تو یہاں کے لوگ ہمیں اسی طرح paedophile لگیں گے جیسے ہم ان کی نظر میں دہشت گرد۔ وطن عزیز میں گزشتہ برس جب آرمی سکول پر دہشت گردی کا سانحہ رونما ہوا تو ایسا محسوس ہوا کہ تاریخ میں بچوں پر ایسا ظلم شاید پہلے نہ ہوا ہو۔ مگر قصور میں پیش ہونے والے شرمناک واقعہ نے اس بات کو غلط ثابت کر دیا۔ پشاور آرمی پبلک سکول میں تو بچے چند منٹ ذہنی و جسمانی اذیت برداشت کرنے کے بعد شہادت کے رتبے پر فائز ہو گئے مگر قصور میں جو ظلم بچوں پر ہوا وہ آخری سانس تک ذہنی اذیت کا شکار رہیں گے۔ وفاقی و پنجاب حکومت انصاف دلانے کی بجائے معاملہ دبانے کی کوشش میں ہے جس میں وہ اسی طرح کامیاب ہو جائیں گے جیسے ماڈل ٹاؤن سانحہ کے بعد ہوئے تھے۔ قصور کے المناک واقعہ میں سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ گزشتہ آٹھ، نو برس سے یہ مکروہ فعل ہو رہا تھا مگر کسی میں یہ جرات نہ ہوئی کو اس کو منظر عام پر لائے۔ ہمارے معاشرے میں عزت نیلام نہ ہونے کے ڈر سے غریب اپنی عزت بار بار تار تار کرواتا رہتا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں میڈیا کو اس بات پر پابند نہیں کیا جاتا کہ مظلوم بچوں اور ان کے والدین کی شناخت ظاہر نہیں کرنی چاہیے مگر خبر بنانے کی چکر میں مظلوم بچوں سے کیمرے کے سامنے کھڑا کر کے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اس سے کتنی بار اور کس عمر اور کہاں زیادتی ہوئی؟ بچوں اور خواتین کو مزید جنسی تشدد سے بچانے کے لیے گھر سے ہی بچوں کی مناسب counselling کرنا چاہیے۔ اس کے علاوہ تعلیمی درسگاہوں میں سیلف ڈیفنس کی جسمانی ممکن نہ بھی ہو تو کم از کم ذہنی طور پر ممکنہ صورت حال سے نبرآزما ہونے کے لیے ذہنی تربیت کے لیے نصاب میں کچھ مواد ضرور شامل ہونا چاہیے۔ جنسی زیادتی کا شکار بننے والے اکثر اس لیے معاملہ دبانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اُن کو انصاف ملنے کی تو قع نہیں ہوتی۔ قصور کے سانحہ کے قصوروار نشان عبرت بنانے کے لائق ہیں مگر اس کی امید نہیں کیونکہ مظلوم بچے غریب عوام کے ہیں۔ وطن عزیز میں ''جمہوریت'' بچانے کے لیے جمہور کی بلی چڑھانا ''غیر آئینی'' فعل نہیں۔ بہترین انسان وہ ہوتا ہے جو برے وقت سے اچھا سبق حاصل کرے۔ Sev Necati نے اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کے بعد اپنی سوچ میں یہ مثبت تبدیلی لائی، اس ناخوشگوار واقعہ کو بھلایا تو

نہیں جا سکتا تھا مگر اس سے یہ ضرور سیکھا کہ وہ معاشرے کا نہ صرف اچھا فرد بنے گی بلکہ ایسا کام کرے گی کہ vulnerable افراد کے لیے ایک رول ماڈل بنے۔ اگر کوئی ہنگامی صورت حال آ جائے تو دفع کرنے کی بجائے دفاع کرنے کو ترجیح دی جائے۔ مجھے اس بات پر ابھی تک حیرت ہے کہ اتنے دن گزرنے کے باوجود پنجاب حکومت نے سوائے ملزموں کے وکیل صفائی کے اور کوئی کام نہیں کیا۔ شاید کچھ دنوں بعد یہ بات بھی آئی گئی ہو جائے گی لیکن کیا یہ ہمیشہ ہوتا رہے گا؟ کیا ہم ہمیشہ جہالت کے اندھیروں میں رہیں گے اور اپنی آنے والی نسلوں کو بھی جنسی مریضوں کے سپرد کر دیں گے؟ اِن تمام سوالوں کا جواب تو صاحب اختیار لوگوں نے دینا ہے لیکن جب ریاست کے چاروں ستون بددیانتی کی چھت کو سہارا دے رہے ہوں تو پھر ریاست آہستہ آہستہ زوال پذیر ہو جاتی ہے اور آخر کار صرف ایک داستان رہ جاتی ہے۔ عبرتناک داستان! بیدل حیدری نے ٹھیک کہا تھا

یہ ضروری ہے انہیں کل کی ضمانت دی جائے
ورنہ سڑکوں پہ نکل آئیں گے سارے بچے

تحریر: سہیل احمد لون
سربٹن۔ سرے
sohailloun@gmail.com
12/08/2015